ڈاکٹر وسیم صدیقی
10/8، روڈ نارتھ،
احمدی۔61008 (کویت)

بے وفا

ماجد دن بھر بہت مصروف رہا۔ Technical Committee کی میٹنگ، پھر Implementation Committee کی میٹنگ' اس کے بعد Task Force Commitee کی میٹنگ۔ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ ایک ہی دن میں ایک ساتھ تین Meetings منعقد ہوں۔ لیکن وہ کمپنی کا بہت ہی ذہین Excecutive تھا۔ تقریباً سبھی اہم کمیٹیوں کا ممبر۔ اس کے رائے مشورے اس کا کمپنی کے لئے وژن اور اس کے Strategic Plans کمپنی کے لئے بہت اہم تھے۔ یہ ساری Meetings کمپنی کے ہیڈ آفس، ملبورن میں رکھی گئی تھیں کیونکہ وہ تینوں کمیٹیوں کا ممبر تھا اس لیے اس کی وجہ سے تینوں کمیٹیوں کی میٹنگس کے الگ الگ اوقات رکھے گئے تھے۔

Task Force Committee کی میٹنگ میں مس جولی نے اسے بہت متاثر کیا۔ نہ صرف اپنی ذہانت سے بلکہ اپنی شکل وصورت اور لب و لہجے سے بھی۔ ماجد پرتھ سے میٹنگ میں شرکت کرنے آیا تھا اور مس جولی سڈنی سے۔ مس جولی کی ذہانت اور خوبصورتی کی خبریں اس تک پہنچ چکی تھیں۔ اور جب آج پہلی بار اس کا اور جولی کا آمنا سامنا ہوا تو وہ دنگ رہ گیا۔ جولی کی ذہانت سے تو واقف تھا۔ اس کی تیار کی ہوئی گئی Strategic reports تو وہ پڑھ چکا تھا لیکن خوبصورتی اور ذہانت کا سنگم اس نے کم دیکھا تھا۔ پوری میٹنگ میں ماجد اور جولی چھائے رہے۔ میٹنگ ختم ہونے کے بعد جولی سیدھے ماجد کی طرف آئی اور ایک گرمجوش مصافحے کے بعد بولی کہ مسٹر ماجد آپ نے واقعی مجھے بہت متاثر کیا۔ آپ کی جو Reputation تھی میں نے آپ کو اس سے بھی زیادہ پایا۔ یقین نہیں آتا کہ آپ کی ساری Recommendations کو کمپنی نے منظور کرلیا۔

یہ صرف اس لیے ممکن ہو پایا مس جولی کہ آپ نے ان ساری Recommendations کو Support کیا۔ ماجد نے جواب دیا تھا اور مس جولی کو یہ بات اتنی پسند آئی کہ اس نے ماجد سے دوبارہ بہت گرمجوشی سے مصافحہ کیا اور اس بار اس سے تھوڑا سا لپٹ بھی گئی۔ کیا غضب کا سینٹ لگائے ہوئے ہے! ماجد نے سوچا۔ آپ کہاں ٹھہری ہوئی ہیں؟ ماجد نے سوال کیا۔ ہوٹل ہلٹن میں۔ جولی نے جواب دیا تھا۔ ہلٹن میں تو میں بھی ٹھہرا ہوں۔ چلیے ساتھ ہی چلتے ہیں۔ آپ کا اچھا ساتھ رہے گا۔ دونوں ایک ہی ٹیکسی میں ہلٹن واپس آ گئے۔ طے ہوا کہ دونوں ڈنر ایک ہی ساتھ کریں گے، ٹھیک ۹ بجے ہوٹل کے ریسٹورنٹ میں۔ اس کے بعد دونوں اپنے اپنے کمروں کی طرف روانہ ہو گئے۔ نہ اس نے مس جولی کے کمرے کا نمبر پوچھا اور نہ مس جولی نے ماجد سے کمرے کا نمبر پوچھا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر وہ دھڑام سے اپنے بستر پر گر گیا۔ اس نے گھڑی دیکھی تو ابھی صرف سات بجے تھے۔ ڈنر کا ٹائم تو نو بجے تھا۔ وہ مس جولی کے بارے میں سوچتا رہا۔ یوں تو اسے ہر گوری ہی خوبصورت لگتی تھی۔ لیکن مس جولی بلا کی حسین تھی۔ نیلی نیلی آنکھیں، سنہرے بال وہ کچھ گنگنانے بھی لگا تھا۔

وہ تیار ہو کر نیچے اتر آیا۔ چونکہ نو بجنے میں ابھی کچھ دیر تھی اس لیے وہ ہوٹل کی لابی ہی میں بیٹھ گیا۔ خوبصورت ماحول میں چاروں طرف فانوس جھلملا رہے تھے۔ روشنی کا حسین سیلاب سا ارد گرد پھیلا ہوا تھا، عجیب رنگینی سی ماحول میں بکھری ہوئی تھی لیکن اس پر مس جولی کے حسن کا سحر اس طرح غالب آ چکا تھا کہ اسے کسی اور شے میں کوئی کشش نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ بار بار دیکھ رہا تھا۔ نو بجے اور مس جولی لابی میں لہراتی نظر آئی۔ کیا خوبصورت لباس پہنا ہے ظالم نے۔ اس نے اک سرد آہ بھری اور صوفے سے اٹھ کر مس جولی کا استقبال کیا۔ آپ تو بے پناہ خوبصورت لگ رہی ہیں بلکہ مس یونیورس لگ رہی ہیں۔

اس نے ایک دیسی ڈائلاگ داغ دیا۔ اور مس جولی کو اس کا یہ ڈائلاگ پسند آیا۔ وہ ایک بار پھر اس سے لپٹ گئی۔ اسے اچھا تو لگا لیکن گھبرا کر کنکھیوں سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہے۔ یہ ڈر کہ کہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہے، ہمیشہ اس کے ذہن سے چپکا رہا۔ ہندوستان میں لڑکپن سے جوانی تک یا یوں کہہ لیجیے کہ اسکول سے کالج تک اس نے جتنی بھی حرکتیں کیں، سب

کی رپورٹ گھر والوں تک پہنچ جاتی تھی۔ چھپ کر فلم لیلیٰ مجنوں دیکھی تو غفور چچا کے کسی دوست نے دیکھ لیا اور فوراً گھر اطلاع دے دی اور نتیجے میں اچھی خاصی پٹائی ہوگئی۔ وہ شکایت کے لیے اتنے اتاولے تھے کہ ان کو یہ بھی خیال نہیں رہا کہ ان سے بھی پوچھا جاسکتا ہے کہ تم وہاں کیا کر رہے تھے؟ ایک دن بازار میں دوافروش کے مجمع میں کھڑا تھا کہ گھر کے نوکر نے شکایت کر دی پھر اس کی شادی ہوگئی۔ پانچ پانچ لمبے چوڑے سالے جس میں ایک آدھ کا کریمنل ریکارڈ بھی تھا۔ جانے کب کہاں کون دیکھ لے۔ ہندوستان سے ہزاروں میل دور اب سے کسی کے دیکھنے کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اس کی بیوی سیدھی سادی تھی جو اس وقت perth میں بچوں کو ہوم ورک کروا کے سلا رہی ہوگی اور ٹی وی پر کسی Soap opera کو دیکھنے میں مشغول ہوگی۔

اس نے مس جولی کا ہاتھ پکڑا۔ اب وہ دونوں ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں داخل ہو رہے تھے۔ پھر دونوں ایک کارنر کی میز پر براجمان ہوگئے۔ وہ کچھ جاپانی کھانے کا آرڈر دینا چاہ رہا تھا لیکن مس جولی نے کہا کہ اسے انڈین ڈشز پسند ہیں۔ ملائی کوفتہ' قورما اور بریانی وغیرہ اسے بہت سے نام یاد تھے۔ مس جولی کھانے کا آرڈر دے رہی تھی اور وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے جا رہا تھا۔ آرڈر دینے کے بعد مس جولی اس سے مخاطب ہوئی اور متبسم لہجے میں پوچھنے لگی کہ کیا بات ہے اور اتنے غور سے کیا دیکھا جا رہا ہے؟ وہ گھبرایا نہیں اور نہ ہی اس نے بغلیں جھانکیں۔ وہ بولا کیا کریں تمہارے چہرے میں اتنی کشش ہے کہ نظریں ہی نہیں ہٹتیں۔ ''آدمی کیا ہے فرشتہ ہو تو بہک جائے۔'' مس جولی مسکرائی تھی اور اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ماجد کا ہاتھ دبا دیا تھا۔ گویا وہ اس کا شکریہ ادا کر رہی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ فدا حسین بھی اسے دیکھے تو مادھوری کو بھول جائے۔ ایک دوسری مونالیزا کا Creation ہوسکتا تھا۔ ابھی تو اس کی شادی ہوئی نہیں ہے تب ہی تو مس جولی ہے۔ لیکن بوائے فرینڈ تو ضرور ہوگا۔ اس سے پوچھ ہی لیا جائے لیکن بہت ہی پرسنل سا سوال ہے۔ برا مان سکتی ہے، لیکن دیسی لوگ ذاتی سوال بھی کرنے سے کہاں چوکتے ہیں۔ اس نے سوال داغ ہی دیا۔ کیا تمہارا کوئی بوائے فرینڈ ہے؟ وہ چند لمحوں کے لیے ماجد کو خاموشی سے دیکھتی رہی۔ شاید اس کا دیسیوں سے زیادہ واسطہ نہیں پڑا تھا۔ پھر اک دم ہنس پڑی اور بولی۔ جس دن تم جیسا کوئی ذہین آدمی مل جائے گا اسے Boy friend بنالوں گی۔ ماجد کو اطمینان تھا کہ اسے اپنے بیوی

بچوں کے بارے میں نہیں بتانا پڑے گا کیونکہ یہ گوریاں ذاتی سوال نہیں کرتی ہیں۔

تمہارا کیا پلان ہے۔سڈنی کب واپس جاؤ گی۔تین روز ابھی یہیں مجبوری میں رہوں گی۔ تھوڑا ریلکس کرنا چاہتی ہوں۔ ماجد بولا، میں تین روز کے لیے ماؤنڈھیلر جارہا ہوں۔ بہت خوبصورت جگہ ہے۔ پہاڑ اور جھرنے حسین وادیاں گلرنگ موسم۔اس نے فوراً جولی کو اپنے ساتھ ماؤنٹ ھیلر چلنے کا نیوتا دے دیا۔ ماؤنٹ ھیلر ملبورن سے پانچ سو کلومیٹر دور بہت خوبصورت ہل رسورٹ ہے۔ارے تم ماؤنٹ ھیلر جارہے ہو۔تم بہت لکی ہو۔ بہت خوبصورت جگہ ہے۔ میں تو وہاں جانے کے لیے بیچین ہوں مگر مجبوراً نہیں جاسکتی کیونکہ اگلے کچھ دنوں تک وہاں کی ساری پروازیں بھری ہوئی ہیں۔ میں نے بہت کوشش کی مگر کوئی کنفرم بکنگ نہیں ملی۔اور ماجد سوچ میں پڑ گیا۔ تین دن اس کا کتنا اچھا ساتھ رہتا۔ دونوں نے کھانا ختم کیا اور کافی دیر تک وہیں بیٹھے رہے۔ ہنسی مذاق چلتا رہا۔ایسا لگتا تھا کہ وہ جولی کو برسوں سے جانتا ہے۔اس کا Sense of humour بہت اچھا تھا۔ ماجد کی لچھے دار باتوں پر وہ ہنس ہنس کر دوہری ہوئی جارہی تھی۔

کافی دیر ہوگئی۔اب سویا جائے۔وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔تم کس کمرے میں ہو۔وہ دونوں لفٹ میں داخل ہورہے تھے۔اس نے جواب دیا۔۵۱۲ میں۔میں ۶۲۴ میں ہوں۔تم سے ایک منزل اوپر۔کل تم ماؤنٹ ھیلر کس وقت جاؤ گے۔ دوپہر کی فلائٹ سے۔ ہوٹل سے دس بجے نکل جاؤں گا۔ میں صبح تم سے ملنے آؤں گی۔او کے۔وہ بائی اور گڈ نائٹ کہہ کر پانچویں منزل پر لفٹ سے اتر گئی اور ماجد کو ایسا لگا کہ لفٹ میں بہت بڑا خلاء پیدا ہوگیا ہے۔ وہ کچھ پریشان سا اپنے کمرے میں واپس آگیا تھا۔

سونے لیٹا تو نیند آنکھوں سے کوسوں دور کسی گمنام جزیرے میں گھوم رہی تھی۔اگر جولی کو بھی ماؤنٹ ھیلر کی بکنگ مل جاتی تو کتنا اچھا وقت کٹتا۔ پہاڑ، وادیاں، جھرنے، حسین منظر، گلرنگ موسم۔اُس کا شاعرانہ ذہن پھر گنگنانے لگا۔لیکن جولی کے بغیر وہاں سب کچھ بے کار ہوگا۔حسین منظر اور خوبصورت پہاڑ بدصورت اور پتھر کے ڈھیر نظر آئیں گے۔اُس نے سوچا۔اِس سے بہتر یہ ہے کہ وہ ماؤنٹ ھیلر کی بکنگ کینسل کرادے اور تین دن ملبورن میں ہی رہ کر مس جولی کے ساتھ وقت گذارے اور ان لمحوں کو زندگی کی حسین یادگار بنالے۔اب وہ Air Lines کو فون کر رہا تھا۔

اُس نے اپنی ماؤنٹ ھیلر کی فلائٹ کینسل کرادی تھی۔ پھر وہ جولی کے سپنے سجائے آنکھوں کو کھولتا موندتا نہ جانے کب سو گیا تھا۔ اور خواب میں بھی جولی کی کمر میں ہاتھ ڈالے سوانسٹن اسٹریٹ میں گھومتا رہا۔ صبح اٹھا تو اُس نے سوچا جب جولی اُس سے ملنے آئے گی تو اُسے بتائے گا کہ وہ ماؤنٹ ھیلر نہیں جارہا ہے بلکہ اُس کے ساتھ ہی ملبورن میں گھومے پھرے گا۔ جولی کتنی خوش ہوگی۔ وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ کمرے کے دروازے پر کسی نے دستک دی۔ دروازہ کھولا تو جولی سامنے کھڑی تھی۔ کندھے پر ہینڈ بیگ لٹکائے۔ میں بھی تمہارے ساتھ ماؤنٹ ھیلر چل رہی ہوں۔ رات کو ائیر لائن سے فون آیا تھا کہ کسی نے اپنی بکنگ کینسل کرادی ہے اور میری سیٹ کا کنفرمیشن ہوگیا ہے۔ ماجد تم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ میں ماؤنٹ ھیلر جانے کے لیے کس قدر بے چین تھی۔ جولی بے پناہ خوش نظر آرہی تھی۔ ماجد کو ایسا لگا جیسے کسی نے اُس کے منہ سے نوالہ چھین لیا ہو۔ لیکن جو۔ جو۔ جولی میں نے تو صرف تمہاری وجہ سے اپنی فلائٹ کینسل کرادی۔ اب ایسا کرو۔ تم بھی اپنی فلائٹ کینسل کرادو۔ ہم یہیں ملبورن میں تین دن گھومیں پھریں گے۔ نو۔ نو ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ سنہرا موقع میں کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دوں گی۔ میں ماؤنٹ ھیلر ضرور جاؤں گی۔ وہ اب ماجد کو Good Bye کہہ کر وہاں سے رخصت ہورہی تھی۔ چلتے وقت وہ ایک بار پھر ماجد سے ہم آغوش ہوئی اور رخصت ہوگئی لیکن اِس بار ماجد کو کوئی خوشی نہیں ہوئی۔

بلکہ اُس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ اُسے ڈھکیل دے۔ اب وہ اپنے شہر پرتھ میں اپنی بیوی کو فون کررہا تھا۔ ڈارلنگ تمہاری بہت یاد آرہی ہے۔ تم تو آج ماؤنٹ ھیلر جارہے ہو؟ اُس کی بیوی نے پوچھا تھا۔ نہیں اب نہیں جاؤں گا۔ تمہارے بغیر وہاں اچھا نہیں لگے گا۔ میں پرتھ واپس آرہا ہوں۔ اُس نے فون رکھ دیا تھا۔ وہ اپنا سوٹ کیس ٹھیک کررہا تھا اور بڑبڑاتا جارہا تھا۔ بے وفا۔ بے وفا۔

☆☆☆

ضروری اطلاع	سہ ماہی ''نئی کتاب'' نمونے کے طور پر منگانے کے لیے مبلغ -/60 روپے بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں۔ (ادارہ)